از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 جولائی 2000

دی فیکٹری مینیجر شمکو ویگن فیکٹری

بنام

وریندر کمار شرما و دیگر

[ایس راجیندر بابو اور شیوراج بنام پاٹل، جسٹس صاحبان]

لیبر قوانین:

صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947: دفعہ 2(s) اور 10(1)۔

مزدور- کا تعین- جواب دہندہ نے کمپنی کے ساتھ دو مراحلوں کے لئے شاگرد کے طور پر کام کیا- شاگردی کی مدت کے دوران وظیفہ کی ادائیگی- کمپنی شاگردی کے بعد ملازمت فراہم کرنے کی پابند نہیں ہے- کوئی تقرری نامہ جاری نہیں کیا گیا- تاہم کمپنی کے ڈپٹی منیجر، جو مجاز اتھارٹی نہیں تھے، کی طرف سے مدعاعلیہ کی تقرری کے لئے جاری کردہ سفارشی خطوط- ڈپٹی منیجر کی طرف سے جواب دہندہ کو ملازمت حاصل کرنے کی امید میں کام کرنے کی تجویز- جواب دہندہ کو کوئی تنخواہ نہیں دی گئی۔ مدعاعلیہ کے اس دعوے کو ثابت نہیں کیا گیا کہ وہ ایک مزدور تھا۔

فیکٹریز ایکٹ، 1948: دفعہ 103۔

روزگار کے بارے میں مفروضہ- اس کی نوعیت اور اطلاق- قابل تردید ہے۔

آئین ہند 1950: آرٹیکل 226

رٹ دائرہ اختیار- دائرہ کار- لیبر عدالت کے ذریعے درج کردہ حقائق کے نتائج- عدالت عالیہ کے ذریعے مداخلت- کی اجازت۔

راجستھان کی ریاستی حکومت نے مدعا علیہ کی ملازمت کے خاتمے کے جواز کے حوالے سے صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی دفعہ 10(1) کے تحت ایک حوالہ دیا۔ مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کمپنی کے ساتھ دو مراحل میں شاگرد کے طور پر کام کیا۔ انہیں شاگردی کی مدت کے دوران 250 روپے فی ماہ کا وظیفہ دیا گیا۔ ایک مخصوص شق تھی جس میں کہا گیا تھا کہ تربیت کی مدت ختم ہونے کے بعد اپیل کنندہ کمپنی مدعا علیہ کو ملازمت دینے کی ذمہ داری نہیں ہو گی۔ مدعا علیہ کو کوئی تقرری خط جاری نہیں کیا گیا تھا۔ ریکارڈ پر ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ جی پی ایف یا ای ایس آئی کو مدعا علیہ کی تنخواہ سے کاٹ لیا گیا تھا کیونکہ اسے کوئی تنخواہ نہیں دی جا رہی تھی۔ تاہم، کمپنی کے ڈپٹی منیجر جو تقرری کا اختیار نہیں تھا، نے مدعا علیہ کی تقرری کی سفارش کرتے ہوئے اپیل کنندہ کمپنی کے نائب صدر کو دو خطوط لکھے تھے۔

لیبر عدالت نے فیصلہ دیا کہ مدعا علیہ مزدور نہیں تھا۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ (i) مدعا علیہ کی ملازمت کے بارے میں مفروضہ جو فیکٹری ایکٹ 1948 کی دفعہ 103 کے تحت اٹھایا جا سکتا ہے اس کی تردید کی گئی کیونکہ مدعا علیہ کو کوئی تقرری خط نہیں دیا گیا تھا۔ (ii) مالک اور نوکر کا رشتہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ کے درمیان موجود نہیں تھا۔ لیبر عدالت کے ذریعے منظور کیے گئے ایوارڈ کو عدالت عالیہ کے واحد جج کے سامنے ناکام چیلنج کیا گیا جس نے مدعا علیہ کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کو مسترد کر دیا اور آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت دائرہ اختیار استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے پایا کہ ایک بھی دستاویز ریکارڈ پر نہیں رکھی گئی تھی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ مدعا علیہ ایک باقاعدہ ملازم تھا۔ اپیل پر ڈویژن بنچ نے لیبر عدالت کی طرف سے منظور کردہ ایوارڈ کو کالعدم قرار دے دیا اور مدعا علیہ کی رٹ پٹیشن کو منظور کر لیا۔ ڈویژن بنچ نے کمپنی کے ڈپٹی منیجر کے لکھے گئے دو خطوط پر بھروسہ کیا اور کہا کہ اگرچہ مدعا علیہ کو کوئی تقرری خط جاری نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی

اسے کوئی ادائیگی کی گئی تھی لیکن یہ ثابت ہوا کہ اسے حکام نے فیکٹری میں کام کرنے کو کہا تھا۔اس کے مطابق، اس نے مدعاعلیہ کو 25 فیصد پچھلی اجرت کی ادائیگی کی ہدایت کے ساتھ بحال کرنے کا حکم دیا۔اس فیصلے کے خلاف کمپنی نے اس عدالت میں اپیل کو ترجیح دی۔ مکمل اجرت سے انکار سے ناراض مدعاعلیہ نے بھی اس عدالت سامنے اپیل کو ترجیح دی۔

کمپنی کی اپیل کی اجازت دینااور مدعاعلیہ کی اپیل کو خارج کرنا، عدالت

حکم ہوا کہ :1. مقدمے کے حقائق اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ریکارڈ پر رکھے گئے شواہد کی روشنی میں، یہ قبول کرنا ممکن نہیں ہے کہ کوئی غیر منصفانہ لیبر مشق تھی جیسا کہ اعتراض شدہ حکم میں مشاہدہ کیا گیا ہے۔ نتیجتاً، متنازعہ حکم کو برقرار رکھنا مشکل ہے جسے الگ کر دیا گیا ہےاور لیبر عدالت کا فیصلہ بحال کر دیا گیا ہے۔[685 B-C]

2.عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے متنازعہ حکم میں ڈپٹی منیجر کی طرف سے اپیل کنندہ فیکٹری کے نائب صدر کو لکھے گئے دو خطوط پر انحصار کیا تھا۔آسان پڑھنے سے لے کر ان خطوط سے یہ واضح ہے کہ وہ صرف سفارش پر مبنی ہیں۔مزید برآں ڈپٹی منیجر کوئی تقرری دینے کا مجاز اختیار نہیں تھا۔یہ فرض کرتے ہوئے کہ مدعاعلیہ کو ملازمت حاصل کرنے کی توقع میں فیکٹری میں کام کرنے کے لیے کہا گیا تھا، وہ بھی ایک ایسے افسر کے ذریعے جو تقرری دینے کے اہل نہیں تھا،اس سے مدعاعلیہ کارکن یا اپیل کنندہ کمپنی کا باقاعدہ ملازم نہیں بنا۔[684 A-B; D]

3.ڈویژن بنچ نے فیکٹری ایکٹ 1948 کی دفعہ 103 کے تحت یہ مفروضہ اٹھانا درست نہیں تھا کہ مدعاعلیہ صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کے تحت کسی بھی کارروائی کے مقاصد کے لیے صنعتی تنازعہ کے سلسلے میں ایک مزدور تھا۔دفعہ 103 کے تحت دستیاب مفروضہ پہلی جگہ قابل تردید ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ صرف مذکورہ ایکٹ کے مقصد

کے لیے دستیاب ہے۔ یہ مدعاعلیہ کا معاملہ بھی نہیں ہے کہ یہ مفروضہ صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی دفعہ 10 کے تحت مذکور تنازعہ کے فیصلے کے سلسلے میں دستیاب کرایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ دوسری صورت میں ریکارڈ پر رکھے گئے مواد پر جب یہ حقیقتاً ثابت ہوا کہ مدعاعلیہ مزدور نہیں تھا، تو دفعہ 103 کے تحت اس کے حق میں مفروضہ اٹھانا درست نہیں تھا۔ کسی بھی صورت میں لیبر عدالت کی طرف سے ریکارڈ کیے گئے حقائق کے نتائج کو پلٹنے کے لیے قانون میں کوئی معقول وجوہات نہیں تھیں جو اس کی مناسب تعریف کے بعد ریکارڈ پر رکھے گئے شواہد پر منظور کی گئیں اور اس سے بھی زیادہ جب لیبر عدالت کے فیصلے کی فاضل واحد جج نے توثیق کی تھی۔

[684 D; 685 A-B]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 4501، سال 1998۔

D.B.C.S.A نمبر 97/523 میں راجستھان ہائی کورٹ کے 3.12.97 کے فیصلے اور حکم سے S.B.C.W.P نمبر 1384، سال 1987 میں۔

کے ساتھ

دیوانی اپیل نمبر 5408، سال 1998۔

حاضران فریقین کے لیے ڈاکٹر اے ایم سنگھوی، ایس بی سنیل، اے کے سنگھ، راجندر سنگھوی، پی این گپتا، محترمہ منیتا ورما اور گڈول انڈ یور۔

عدالت کا فیصلہ شیوراج بنام پاٹل، جسٹس نے سنایا۔

دیوانی اپیل نمبر 4501، سال 1998 کو راجستھان عدالت عالیہ کے ذریعے ڈی بی دیوانی اپیل نمبر 523/97 میں دیے گئے 3-12-1997 کے حکم کے خلاف ہدایت دی گئی ہے۔ مختصر بیان میں، وہ حقائق، جو اس اپیل کو نمٹانے کے لیے ضروری اور متعلقہ ہیں، درج ذیل ہیں۔

مدعاعلیہ کے کہنے پر، ریاستی حکومت نے صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 کی دفعہ 10 (1) کے تحت تنازعہ کو نوٹیفکیشن نمبر۔ ایس پی آئی (884) L.C/83 (i) مورخہ 1.2.84 فیصلہ کرنے کے لیے:

"کیا ثمکو لمیٹڈ بھرت پور کے منیجر کے ذریعے مزدور شری وریندر کمار کی ملازمت ختم کرنا مناسب اور قانونی تھا؟ اگر نہیں تو مزدور کس راحت کا حقدار تھا؟"

مقابلہ کرنے والے مدعاعلیہ نے دعوی کیا کہ اسے اپیل کنندہ نے 10.9.79 سے 21.9.80 تک شاگرد کے طور پر مقرر کیا تھا۔ مذکورہ مدت کی میعاد ختم ہونے کے بعد، وہ 22.9.80 سے 21.12.80 کے درمیان باقاعدہ خدمت پر تھا۔ چونکہ فیکٹری میں 7.10.80 سے 8.2.81 تک لاک آؤٹ تھا، اس لیے اپیل کنندہ نے اسے کام پر نہ آنے کو کہا۔ لاک آؤٹ ختم ہونے کے بعد، مدعاعلیہ 9.2.81 سے 30.6.82 تک اپیل کنندہ کی سامان جوڑنے کی دکان میں جنرل کلرک کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپریل 1983 تک شری کے جی وینکٹیشن کی خالی جگہ پر کام کیا۔ اسے 22.9.80 سے 30.6.82 تک 250 روپے فی ماہ دیے گئے تھے اور جب اس نے 1.7.82 سے اپریل 1983 کے درمیان کی مدت کے لیے تنخواہ کا مطالبہ کیا تو اسے بتایا گیا کہ اس کے مقدمے کی سفارش اعلی افسران کی منظوری کے لیے کی گئی ہے۔ اپیل کنندہ نے اسے زبانی طور پر کہا کہ وہ 16.6.1983 سے اس بنیاد پر کام کے لیے نہ آئے کہ اس کی خدمات پہلے ہی ختم کر دی گئی تھیں۔ یہ ان کا مزید معاملہ تھا کہ انہوں نے مسلسل 9.2.81 سے 15.4.83 تک کام کیا تھا۔ اس لیے وہ مستقل کارکن بننے کا حقدار تھا۔

اپیل کنندہ نے تحریری بیان داخل کرکے مدعاعلیہ کے دعوے کی مزاحمت کی۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ مدعاعلیہ کو اس کے والد کی درخواست پر 10.9.79 اور 22.9.80 کے درمیان شاگرد کے طور پر مقرر کیا گیا تھا جو پہلے ہی اپیلنٹ فیکٹری میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ 11.8.81 سے 10.12.81 اور 11.12.81 سے 30.6.82 کے وقفوں کے درمیان مدعاعلیہ بالترتیب نمائش M2 اور M1 کے مطابق شاگرد تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ نہ تو مدعاعلیہ کو اپیل کنندہ کے قیام میں کسی مجاز اتھارٹی کے ذریعہ ملازمت دی گئی تھی اور نہ ہی اسے تنخواہ دی گئی تھی۔ نمائش M1 اور M2 میں شرط نمبر 5 سے یہ واضح ہے کہ اپیل کنندہ شاگردی مکمل ہونے کے بعد مدعاعلیہ کو نوکری دینے کا پابند نہیں تھا۔ لیبر عدالت نے حریف تنازعات پر غور کرنے کے بعد، ریکارڈ پر لائے گئے شواہد کی روشنی میں فیصلہ دیا کہ مدعاعلیہ مزدور نہیں تھا۔ اس نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ فیکٹریز ایکٹ، 1948 (مختصر طور پر 'ایکٹ') کی دفعہ 103 کے تحت اٹھائے جانے والے مفروضے کی تردید کی گئی کیونکہ مدعاعلیہ کو کوئی تقرری خط نہیں دیا گیا تھا۔ اسے نہ تو کوئی تنخواہ یا اجرت دی گئی تھی اور یہ کہ مالک اور نوکر کا رشتہ اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ کے درمیان موجود نہیں تھا۔ نتائج کے پیش نظر، لیبر عدالت نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے ایوارڈ منظور کیا کہ مدعاعلیہ اپیل کنندہ سے کسی راحت کا حقدار نہیں ہے۔

مدعاعلیہ نے ایس بی سول رٹ پٹیشن نمبر 1384/87 میں راجستھان کی عدالت عالیہ میں مذکورہ ایوارڈ کی صداقت اور درستگی کو چیلنج کیا۔ فاضل واحد جج کو آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے لیبر عدالت کے ذریعے منظور کردہ ایوارڈ میں خلل ڈالنے کے لیے کوئی اچھی بنیاد نہیں ملی۔ نتیجتاً، رٹ پٹیشن 6.3.97 پر خارج کر دی گئی۔ مدعاعلیہ نے ڈی بی دیوانی اپیل نمبر 523/97 میں اپیل میں معاملہ اٹھایا۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے 3.12.97 کے متنازعہ حکم کے ذریعے اپیل کی

اجازت دی، فاضل واحد جج کے حکم کو کالعدم قرار دیا اور لیبر عدالت کے ایوارڈ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے رٹ پٹیشن کی اجازت دی۔ اس لیے یہ اپیل اپیل گزار کے ذریعے ہمارے سامنے لائی جاتی ہے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ یہ دیکھنے میں ناکام رہی کہ مدعاعلیہ دو مراحل میں مختصر مدت کے لیے صرف ایک شاگرد تھا؛ وہ بھی اس واضح سمجھ کے ساتھ کہ اپیل کنندہ اسے محکمہ میں ملازمت دینے کا پابند یا پابند نہیں تھا؛ اسے صرف اپنے والد کی درخواست اور قائل کرنے پر شاگرد کے طور پر لیا گیا تھا کہ وہ اسے تربیت دے، جو پہلے ہی اپیل کنندہ فیکٹری میں ملازم تھا؛ اسے صرف 250 روپے فی ماہ کا وظیفہ دیا گیا تھا۔؛ نہ تو کوئی تقرری کا حکم جاری کیا گیا تھا اور نہ ہی اپیل کنندہ کی طرف سے مدعاعلیہ کو کوئی تنخواہ ادا کی قابل تھی۔ ریکارڈ پر رکھے گئے دستاویزات سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف ایک شاگرد تھا اور اس کے ذریعے افسر کی طرف سے دیے گئے خطوط، جو تقرری کا اختیار نہیں تھا، میں صرف سفارشات تھیں۔ فاضل وکیل نے مزید کہا کہ ایکٹ کی دفعہ 103 کے تحت ڈویژن بنچ کی طرف سے اٹھایا گیا مفروضہ واضح طور پر غلط تھا اور مذکورہ شق کا مدعاعلیہ کے معاملے پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔

دوسری طرف، مدعاعلیہ کے سینئر وکیل نے اعتراض فاضل حکم کی حمایت اور جواز میں دلیل دی۔ انہوں نے ان دو خطوط پر زور دیا جن کی تاریخ 22.1.83 اور 7.5.83 ہے جو ایک شری ایس جی گوئل، ڈپٹی گورنر کے ذریعے لکھے گئے ہیں۔ اپیل کنندہ فیکٹری کے نائب صدر کے منیجر نے دلیل دی کہ مدعاعلیہ باقاعدگی سے اپیل کنندہ کے ذریعہ ملازم تھا۔ ان حالات میں، فاضل سینئر وکیل کے مطابق، عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے لیبر عدالت کے ذریعے منظور کردہ ایوارڈ کو کالعدم قرار دینے اور راحت دینے میں درست تھا۔

وہ حقائق جو متنازعہ نہیں ہیں وہ یہ ہیں کہ مدعاعلیہ کو ایوارڈ میں مذکور نمائش M1 اور M2 میں دی گئی مدت کے لیے شاگرد کے طور پر لیا گیا تھا۔ انہیں ماہانہ ایک لاکھ روپے کا وظیفہ دیا جاتا تھا۔ شاگردی کی مدت کے دوران 250۔ نمائش M1 اور M2 میں ایک شق موجود ہے کہ تربیت کی مدت ختم ہونے کے بعد، اپیل کنندہ کمپنی مدعاعلیہ کو دینے کی ذمہ داری کے تحت نہیں ہوگی۔ مدعاعلیہ نے ان میں موجود شرائط وضوابط کو احتیاط بذریعے دیکھنے کے بعد نمائش M1 اور M2 پر دستخط کیے تھے۔ مدعاعلیہ کو کوئی تقرری کا خط جاری نہیں کیا گیا تھا اور لیبر عدالت کے سامنے ایسا کوئی مواد پیش نہیں کیا گیا تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ مدعاعلیہ کو 250 روپے فی ماہ کے وظیفے کے علاوہ کسی بھی وقت کوئی تنخواہ ادا کی گئی تھی۔

ایوارڈ میں لیبر عدالت نے اپنے سامنے لائے گئے شواہد کے تجزیے اور تعریف پر مدعا علیہ کو کوئی راحت دینے سے انکار کر دیا۔ ایوارڈ میں کہا گیا ہے کہ مدعاعلیہ نے 22.9.79 اور 21.8.80 کے درمیان اور 11.8.81 سے 30.6.82 تک نمائش M1 اور M2 کے مطابق صرف ایک شاگرد کے طور پر کام کیا۔ جناب گوئل، ڈپٹی گورنر۔ منیجر نے اعتراف کیا تھا کہ مدعاعلیہ نے اپیل کنندہ کے ساتھ کوآرڈینیٹر کے طور پر کام کیا تھا جو نمائش W7 اور W8 سے واضح ہے۔ ان دونوں خطوط سے پتہ چلا کہ اس نے مدعاعلیہ کی تقرری کی سفارش کی تھی۔ لیبر عدالت نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ مدعاعلیہ کو نہ تو کسی مجاز اتھارٹی نے ملازمت دی تھی اور نہ ہی اسے تنخواہ دی گئی تھی۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ مدعاعلیہ نہ تو تربیت حاصل کرنے کی کسی لازمی ذمہ داری کے تحت تھا اور نہ ہی اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ مدعاعلیہ نے تربیت ترک نہ کی ہو اور روزگار فراہم کیے جانے کی توقع میں کوآرڈینیٹر کے طور پر کام جاری رکھا ہو کیونکہ اس کے والد بھی فیکٹری میں ملازم تھے۔ ریکارڈ پر ایسا کوئی ثبوت نہیں تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ جی پی ایف یا ای ایس آئی کو مدعا علیہ کی تنخواہ سے کاٹ لیا گیا تھا کیونکہ اسے کوئی تنخواہ نہیں دی جا رہی تھی۔ ریکارڈ پر رکھے

گئے شواہد کو مدنظر رکھتے ہوئے لیبر عدالت نے فیصلہ دیا کہ مدعاعلیہ مزدور نہیں تھا۔ جہاں تک ایکٹ کی دفعہ 103 کے تحت کیے جانے والے مفروضے کا تعلق ہے، لیبر عدالت نے مشاہدہ کیا کہ اس طرح کے مفروضے کو مقدمے کے حقائق سے ختم کر دیا گیا تھا کیونکہ مدعا علیہ کو کوئی تقرری خط نہیں دیا گیا تھا۔ اسے نہ تو کوئی تنخواہ یا اجرت دی گئی تھی اور یہ کہ فریقین کے درمیان مالک اور نوکر کا رشتہ موجود نہیں تھا۔ نمائش M1 اور M2 کی شق 5 کے مطابق، اپیل کنندہ مدعاعلیہ کو ملازمت دینے کا پابند نہیں تھا۔ یہاں یہ بھی شامل کیا جا سکتا ہے کہ خود مدعاعلیہ کی طرف سے لکھا گیا خط نمائش W-6 (اس اپیل میں پیش کردہ ضمیمہ R1/8) ظاہر کرتا ہے کہ اس کی خدمات 30.6.82 پر ختم ہو گئیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کا یہ دعوی کہ وہ اپریل 1983 تک باقاعدہ ملازم کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے فاضل قبول نہیں ہے۔

لیبر عدالت کے ذریعے منظور کیے گئے ایوارڈ کو دیکھنے والے فاضل واحد جج نے یہ کہا کہ مدعاعلیہ کو اپیل کنندہ کمپنی میں دو سال کی مدت کے لیے شاگرد کے طور پر برقرار رکھا گیا تھا اور اس کے علاوہ اپیل کنندہ نے اس کی خدمات میں توسیع نہیں کی تھی۔ فاضل واحد جج نے ایوارڈ میں کوئی غیر قانونی، بے ضابطگی یا گمراہی نہیں پائی۔ فاضل واحد جج نے یہ بھی کہا کہ ایک بھی دستاویز ریکارڈ پر نہیں رکھی گئی تھی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ مدعاعلیہ ایک باقاعدہ ملازم تھا۔ اس نظریے میں، اس نقطہ نظر میں فاضل واحد جج نے آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت دائرہ اختیار استعمال کرنے سے انکار کر دیا اور رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا۔

عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے متنازعہ حکم میں نمائش W7 اور W8 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مدعاعلیہ ایک کارکن تھا۔ ان خطوط کے سادہ پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ صرف سفارش پر مبنی ہیں۔ یہ بھی ریکارڈ پر لایا گیا ہے، جیسا کہ لیبر عدالت نے مشاہدہ کیا ہے

کہ شری گوئل کوئی تقرری دینے کے مجاز نہیں تھے۔ڈویژن بنچ نے متنازعہ حکم میں اس طرح کہا ہے:

"اگرچہ یہ سچ ہے کہ رٹ درخواست گزار کو کوئی تقرری خط جاری نہیں کیا گیا ہے، اور نہ ہی رٹ درخواست گزار کو کوئی ادائیگی کی گئی ہے، لیکن پھر بھی یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اسے حکام نے فیکٹری میں کام کرنے کے لیے کہا تھا۔"

یہ فرض کرتے ہوئے کہ مدعاعلیہ کو ملازمت حاصل کرنے کی توقع میں فیکٹری میں کام کرنے کے لیے کہا گیا تھا، وہ بھی ایک ایسے افسر کے ذریعے جو تقرری دینے کے اہل نہیں تھا، مدعاعلیہ کو کارکن یا اپیل کنندہ کمپنی کا باقاعدہ ملازم نہیں بنا۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ڈویژن بنچ نے ایکٹ کی دفعہ 103 کے تحت مفروضہ اٹھانا درست نہیں تھا تاکہ یہ کہا جا سکے کہ مدعاعلیہ صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کے تحت کسی بھی کارروائی کے مقاصد کے لیے صنعتی تنازعہ کے سلسلے میں ایک مزدور تھا۔ فیکٹریز ایکٹ 1948 کی دفعہ 103 درج ذیل ہے:-

"103. ملازمت کے بارے میں مفروضہ-اگر کوئی شخص کسی بھی وقت فیکٹری میں پایا جاتا ہے، سوائے کھانے یا آرام کے وقفوں کے دوران، جب کام چل رہا ہو یا مشینری چل رہی ہو، جب تک کہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے، اس ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے مقاصد کے لیے سمجھا جائے گا کہ وہ اس وقت فیکٹری میں ملازم تھا۔"(زور دیا گیا)

اس دفعہ کے تحت دستیاب مفروضہ پہلی جگہ فاضل تردید ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ صرف مذکورہ ایکٹ کے مقصد کے لیے دستیاب ہے۔ یہ مدعاعلیہ کا معاملہ بھی نہیں ہے

کہ یہ مفروضہ صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی دفعہ 10 کے تحت مذکور تنازعہ کے فیصلے کے سلسلے میں دستیاب کرایا گیا ہے۔ ایکٹ کا دفعہ 103 باب X میں "سزائیں اور طریقہ کار" کے عنوان کے تحت شامل کیا گیا ہے جو باب جرائم کے لیے عام جرمانے، بعض حالات میں احاطے کے مالک کی ذمہ داری، پچھلی سزا کے بعد جرمانے میں اضافے وغیرہ سے متعلق ہے۔ یہ ایکٹ فیکٹریوں میں کام کرنے والے کارکنوں کی صحت، حفاظت، فلاح و بہبود اور دیگر پہلوؤں کی فراہمی کرتا ہے۔ اسے کارخانوں میں مزدوری کو منظم کرنے والے قانون کو مستحکم کرنے اور اس میں ترمیم کرنے کے لیے نافذ کیا گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی اوپر دیکھا گیا ہے، ایکٹ کی دفعہ 103 کے تحت مفروضہ مذکورہ ایکٹ کے مقصد کے لیے اٹھایا جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ دوسری صورت میں ریکارڈ پر رکھے گئے مواد پر جب یہ حقیقتاً ثابت ہوا کہ مدعاعلیہ مزدور نہیں تھا، تو ایکٹ کی دفعہ 103 کے تحت اس کے حق میں مفروضہ اٹھانا درست نہیں تھا۔ کسی بھی صورت میں لیبر عدالت کی طرف سے درج کردہ حقائق کے نتائج کو خراب کرنے کے لیے قانونی طور پر کوئی معقول وجوہات نہیں تھیں جو اس کی مناسب تعریف کے بعد ریکارڈ پر رکھے گئے شواہد کی بنیاد پر تھیں اور اس سے بھی زیادہ جب لیبر عدالت کے فیصلے کی فاضل واحد جج نے توثیق کی تھی۔ مقدمے کے حقائق، حالات اور ریکارڈ پر رکھے گئے شواہد کی روشنی میں، یہ قبول کرنا ممکن نہیں ہے کہ کوئی غیر منصفانہ لیبر مشق تھی جیسا کہ اعتراض شدہ حکم میں مشاہدہ کیا گیا ہے۔ اس طرح، جو اوپر بیان کیا گیا ہے اس کے پیش نظر، ہمیں اعتراض شدہ ترتیب کو برقرار رکھنا مشکل لگتا ہے۔ اس لیے اپیل کی اجازت ہے۔ اعتراض شدہ حکم کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور لیبر عدالت کا فیصلہ بحال کر دیا جاتا ہے۔

عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے مدعاعلیہ کو ملازمت میں بحال کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے 25 فیصد پچھلی اجرت کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔ مکمل اجرت سے انکار سے ناراض مدعا

علیہ نے دیوانی اپیل نمبر 5408/98 دائر کیا ہے۔دیوانی اپیل نمبر 4501/98 میں ہماری طرف سے اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں، یہ اپیل مسترد کردی گئی ہے۔اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہو گا۔

ٹی۔این۔

سی۔اے۔نمبر۔4501/98خارج کر دیا گیا۔

سی۔اے۔نمبر۔5408/98کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24